رسول اکرم ﷺ کی گھریلو (عائلی) زندگی قرآن کی نگاہ میں

ڈاکٹر محمد اعجاز نگری

خلاصہ:

پیامبر اکرم ﷺ خداوند عالم کی جانب سے انسانیت کے لیے اسوہ اور نمونہ بن کر آئے۔آپ معاشرے کے افراد میں سے گھریلو زندگی کے اعتبار اور کردار کے لحاظ سے ایک بلند شخصیت کے حامل تھے۔اور باوجود اس کے کہ آپ کی متعدد بیویاں تھیں اور اگرچہ یہ تمام شادیاں اعلی اہداف اور مقاصد جیسے احکام کی تعلیم اور تشریع، جاہلی رسومات کے خاتمے سیاسی اجتماعی اور انسانی مقاصد کے لیے کی گئیں تھیں لہذا ان کے مزاجوں کے مختلف ہونے کے باوجود، پیامبر اسلام ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ رویہ اور اخلاق بہت جذاب اور اعلی اصولوں پر استوار تھا جس کی مثال عدالت اور برابری، اسلامی معارف کی تعلیم ازواج کی ذہنی اور روحی کیفیات کا خیال، پیار محبت اور عطوفت کا اظہار، نرمی اور احتیاط برتنا، گھریلو امور میں شراکت، گھر والوں کے لیے وقت کا ایک مخصوص حصہ وقف کرنا، ان کی بدگمانیاں دور کرنا وغیرہ یہ چند امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کلیدی الفاظ: قرآن کریم، گھریلو زندگی، ازواج، اسوہ

مقدمہ

خداوند متعال نے انسان کی خلقت کے ساتھ اسکی سعادت اور کمال کے لیے امکانات بھی فراہم کیئے ہیں انبیاء کرام اور آسمانی کتابیں نازل کیں تاکہ وہ انسان کو بہتر زندگی گزارنے کا طریقہ سکھائیں اور اس سعادت اور کمال کے سلسلے میں اسلام کو حقیقی اور پسندیدہ دین قرار دیتے ہوئے[1] حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی اور قرآن کو آخری کتاب قرار دے کر نازل کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں

[1]- آل عمران/۱۹ [إن الدين عند الله الاسلام].

ہے [1] اگر تم کو اس میں جو میں نے اپنے بندے [پیامبر ﷺ] پر نازل کیا ہے اس میں ذرہ برابر شک ہے تو اس کی مثل ایک سورہ کو لیکر آو [2] اور ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں [3] قرآن مجید کی اہمیت اور فضیلت بیان کرنے کے بعد پیامبر اکرم ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے اسوہ اور نمونہ عمل قرار دیا اور فرمایا: یقینا تمھارے لیے رسول ﷺ کی زندگی بہترین اسوہ اور نمونہ ہے [4] یعنی رسول خدا ﷺ کی اطاعت کرو [5] اگر چاہتے ہو کہ خدا کی اطاعت کرو تو پس اس کے رسول کی اطاعت کرو [6] کیونکہ رسول ﷺ کی اطاعت اصل میں خدا کی اطاعت ہے [7] [اور رسول ﷺ کی اطاعت اس وقت صادق آئیگی اسی لئے] ہر وہ چیز جو رسول ﷺ تمھیں دیں وہ لے لو اور اس کا اجراء اور نفاذ کرو اور ہر وہ چیز جس سے وہ تمھیں روکیں اس سے اجتناب کرو [8]۔

[مندرجہ بالا گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا] کہ خداوند متعال نے پیامبر اکرم ﷺ کی زندگی کو انسان کے لیے اسوہ اور نمونہ قرار دیا اور آپ کی زندگی کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو آپ کی گھریلو اور خاندانی زندگی ہے اور آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول خدا ﷺ نے جن اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے اپنی گھریلو زندگی گزاری ہے آج کے اس جدید دور میں بھی آپ کی زندگی دینی اور اسلامی اقدار کے حامل گھرانوں کے لیے ایک اسوہ عمل بن سکتی ہے اور یقینا یہ امر اور کوشش اسلامی معاشروں کو سعادت، کمال اور ترقی کے راستے پر گامزن کر سکتی ہے۔

---

[1]- بقرہ/۲. [ذلك الكتاب لاريب فيه]

[2]- بقرہ/۲۳. [إن كنتم في ريب مما نزلنا علي عبدنا فأتوا بسورة من مثله]

[3]- حجر/۹. [إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون].

[4]- احزاب/۲۱. [لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة]

[5]- تفسیر المیزان، ج۱۶، ص ۴۳۲.

[6]- نساء/۵۹. [و اطيعوا الرسول...]

[7]- نساء/۸۰ . [من يطع الرسول فقد اطاع الله]

[8]- حشر/۷ [و ما آتاكم الرسول فخذوه و نهاكم عنه فانتهوا...]

سیرت اوراس کی حجتیت

اس حصے میں سیرہ اور سنت جیسے الفاظ کی تعریف اور انکی حجیت کے سلسلے میں بحث کی جائیگی۔

لغت میں سیرہ:

طریحی مجمع البحرین میں لکھتا ہے : کہ سیرت طریقہ اور روش کے معنی میں ہے اس کی جمع سِیرَ ہے۔اچھی یا بری سیرت ،اچھی یا بری حالت۔[1]

مفردات راغب: سیرت ایک ایسی غریزی یا اکتسابی حالت ہے کہ انسان اور غیر انسان اس حالت پر ہو سکتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی سیرت حسنہ والا ہے [یعنی نیک اور اچھی سیرت] یا بری سیرت [یعنی ناپسند کردار] والا ہے اور خداوند متعال نے جناب موسی کے عصا کے بارے میں کہ جو ایک تیز رفتار سانپ [اژدھا] بنا ہوا تھا کے بارے میں اس وجہ سے فرمایا کہ بہت جلد اسے اس کی سیرت [یعنی اصل اور پہلے والی حالت] میں پلٹا دیں گے[2]۔

مقائیس اللغۃ : سیرہ یعنی کسی چیز میں طریقہ اور سنت کیونکہ سیرہ؛ طریقہ اور روش ہمیشہ سیر اور حرکت کی حالت میں ہوتا ہے [3]۔

ابن منظور: نے سیرہ کو لسان العرب میں سنت کے معنی میں لیا ہے[4] ادبیات عرب میں ذکر ہوا ہے کہ خاص اوزان یعنی (وزن) خاص معنی پر دلالت کرتے ہیں مثلا [فَعلَہ] فاء کے [زبر کے ساتھ] یعنی کام کرنا اور فِعلَہ [فاء کے کسرہ] یعنی زیر کے ساتھ یعنی کام کی کیفیت اور مثال کے طور پر (جِلسہ) بیٹھنے کی کیفیت ہے[5] اور لفظ سِیرَہ جو فِعلَہ کے وزن پر ہے چلنے اور سیر کی کیفیت کے بارے میں ہے نہ صرف چلنے اور حرکت کے بارے میں[6]۔

---

[1]- طریحی، مجمع البحرین، ج ۳، ص ۳۴۰ السیرة،الطريقه جمع: سِيَر، سيرة الحسنة و القبيحة الهيئة والحالة .

[2]- و السيره: الحالة التي يكون عليها الانسان و غيره غريزيّاً كان او مكتسباً ، يقال : فلان له سيرةُ حسنة اوسيرة قبيحة وقوله :سنعيدهاسيرَ تَهَا الاولي راغب اصفہانی، مفردات الفاظ قرآن ، ج ۱، ص ۳۹۵ (طہ/۲۱)

[3]- «و السيرة : الطريقة في الشي و السنة لانها تسير و تجري» معجم مقاییس اللغہ ،ابی الحسین احمد بن فارس بن زکریا،ج ۳، ص ۱۲۰

[4]- لسان العرب ابن منظور ، ج ۷ ، ص ۴۵۴

[5]- کتاب السیوطی علی الفیۃ بن مالک ، ج ۲ ، ص ۱۶

[6]- لسان العرب ، ج ۶ ، ص ۴۵۴ ؛ تاج العروس من جواہر القاموس ، ج ۱۲، ص ۱۱۷.

من حیث المجموع ادبی اور لغوی منابع کا ماحصل یہ ہے کہ سیرہ کا معنی اس کے لغوی ریشے اور اساس کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے یعنی چلنا حرکت کرنا لیکن عمل اور فکر میں ایک خاص طریقے سے چلنا یعنی سیاست، اخلاق اور معاشرہ وغیرہ میں ایک خاص روش، اسلوب اور کیفیت کا حامل ہونا ہے۔

اصطلاح میں سیرہ:

صدر اسلام کے مورخین کی اصطلاح میں رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے حالات، تاریخی واقعات اور آپ کے کردار کو سیرہ کہتے ہیں۔

شہید مرتضی مطہری سیرہ پیامبر کی تشریح اور وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

سیرہ یعنی پیغمبر ﷺ کا طریقہ شیوہ اور روش کہ جسے پیامبر ﷺ اپنے اعمال اور کردار میں اپنے مقاصد اور اہداف کے لیے استعمال کرتے تھے[1] مثال کے طور پر پیغمبر اکرم ﷺ تبلیغ کرتے تھے تو آپ کی تبلیغ کا طریقہ کار کیا تھا۔ پیغمبر ﷺ اس وقت جب اسلام کی تبلیغ فرما رہے ہوتے ایک مبلغ بھی تھے اور اپنے معاشرے کے ایک سیاسی رہنما اور لیڈر بھی۔ جس وقت سے آپ مدینہ تشریف لائے اور وہاں ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دیا حکومت قائم کی اور معاشرے کی رہبری کی ذمہ داری لی تو اس وقت معاشرے میں رہبری اور منیجمنٹ کے لیے پیامبر ﷺ کا شیوہ اور روش کیا تھی؟ پیامبر ﷺ کی معاشرے کے دوسرے تمام لوگوں کی طرح ایک گھریلو زندگی تھی آپ کی متعدد بیویاں تھیں آپ کی اولاد تھی، شادی کرنے اور گھر والوں کے ساتھ برتاو کرنے میں پیامبر ص کی روش کیا تھی؟ پیامبر ﷺ کا اپنے اصحاب دوستوں اور اصطلاحا اپنے مریدوں [پیروکاروں] سے معاشرت کا طریقہ کار کیا تھا؟ پیامبر ﷺ کے شدید جانی دشمن موجود تھے دشمنوں سے برتاو میں آپ کی روش کیا تھی؟ اس طرح کے دسیوں اور روش اور طریقہ کار اور طرز زندگی جو پیامبر ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلووں میں ہمیں نظر آتے ہیں ضروری ہے کہ انکو واضح اور روشن کیا جائے لیکن چونکہ ہمارا موضوع پیامبر ﷺ کی گھریلو زندگی اور عائلی زندگی سے متعلق ہے لہذا ہم آپ کے طرز زندگی اور روشوں کا اس باب میں تذکرہ اور تحقیق و جستجو کریں گے۔

---

[1]- سیری در سیرہ نبوی، ص ۵۲

لغت میں سنت:

لسان العرب: سنت وہی سیرت ہے اچھی ہو یا بری[1]

مفردات راغب: سنت یعنی طریقہ راستہ اور روش اور سنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ اور روش کہ جس کو آپ اپنی زندگی کے مقاصد اور اہداف کے لیے انتخاب کرتے تھے[2]۔

مجمع البحرین: سنت وہی روش اور سیرت ہے[3]۔

قاموس قرآن: سنت یعنی طریقہ اور روش[4]۔

اصطلاح میں سنت:

قرآن مجید اور لغت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنت کا ایک وسیع مفہوم ہے جسے طریقہ اور روش کا نام دیا جاتا ہے اس روش اور طریقہ کو کبھی ہم خدا کی طرف نسبت دیتے ہیں اور کسی وقت طریقہ اور روش سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز و طریقہ ہے پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اصولیوں اور فقہاد کی اصطلاح میں قول فعل اور تقریر [تائید] معصوم پر اطلاق ہوتا ہے[5]۔

بلکہ سنت اور سیرت سے مراد ایسے کام کا ارادہ کہ جس کے انجام دینے یا اس سے رکنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہو اور ساتھ ہی اس کو قولا اور فعلا یعنی زبان اور عمل سے انجام دیا ہو[6]۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی حجیت:

سیرت نبوی پر عمل اور اس کی پیروی کرنے کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کی سیرت کا حجت اور دلیل ہونا ثابت ہو تاکہ یہ دوسروں کے عمل کے لیے میعار قرار پائے آپ کی سنت و سیرت کی حجیت قرآن، حدیث، عقل اور اجماع سے قابل اثبات ہے۔

---

[1]- سنة: السيرة حسنةً كانت او قبيحة لسان العرب، ج٦، ص٣٩٩

[2]- ترجمہ و تحقیق مفردات راغب، ج٢، ص٣٧٩

[3]- السنۃ: الطریقہ والسیرۃ. مجمع البحرین، ج٦، ص٢٦٨

[4]- قاموس قرآن، سید علی اکبر قریشی، تہران، ج٣، ص٣٤٢

[5]- مجمع البحرین، ج٦، ص٢٦٨

[6]- لسان العرب، ج٦، ص٣٩٩

۱۔ قرآن:

قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں جہاں بھی خداوند متعال کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی بلا فاصلہ پیامبر اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم بھی بیان کیا گیا ہے ۔ اور اس کی وجہ پیامبر ﷺ کی اطاعت فی الواقع خدا کی اطاعت ہی محسوب کی جاتی ہے۔ جیسے ان آیات میں(واطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولي الامر مِنکُم)[۱] و(واُطیعوا الله و رسوله...)[۲] و(مَن یُطِعِ الرسولَ فقد اطاع الله...)[۳] و(قُل اطیعوا الله و اطیعُوا الرسول ...)[۴] و(قل ان کنتم تُحبُونَ الله فاتّبعُوني یُحببکُم الله...)[۵] و (أطِیعوا الله و اطیعوا الرسول و احذَروا ...)[۶] و(ما آتاکم الرسولُ فخذوه و ما نَهَاکُم عنه فانتَهوا...)[۷] اس طرح کی اور بہت ساری آیات ہیں جو آپ کی اطاعت کا حکم دیتی ہیں اور بعض دیگر آیات جیسے:(انک لعلی خلق عظیم...)[۸] یا(لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه...)[۹]

ان آیات کی بناء پر آپ کا اخلاق ، گفتار اور کردار اللہ تعالی کی طرف سے تائید شدہ ہے پیامبر گرامی اسلام ص کی سنت اور سیرت کی پیروی اور اس کو یاد کرنا تمام مسلمانوں اور مومنوں پر لازم و ضروری ہے۔

۲۔ حدیث:

---

[۱]- اللہ کی اطاعت کرو رسول ﷺ اور صاحبان امر کی اطاعت کرو [سورہ نساء ۵۹]

۲۴۔[مجادلہ ۱۳]اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

[۳]- سورہ نساء ۸۰]جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

[۴]- آل عمران ۳۲] کہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو.

[۵]-آلعمران ۳۱)اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجیئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا.

[۶]- مائدہ ۹۲]اور دیکھو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور نافرمانی سے بچتے رہو.

[۷]- حشر ۸] اور جو کچھ بھی رسول ﷺ تمھیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاو.

[۸]- قلم ۴]اور آپ بلند ترین اخلاق کے درجے پر ہیں.

[۹]- احزاب ۲۱] مسلمانو تم میں اس کے لیے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

سنت پیامبر کی حجیت کے اثبات کے لیے قرآن اور عقل کافی ہیں لیکن اس کے باوجود پیامبر اکرم ص ﷺ کی سنت کی تائید میں آپ ﷺ سے بہت زیادہ احادیث نقل ہوئیں ہیں ان احادیث میں پیامبر ﷺ کی سیرت اور سنت کو قرآن کے ہم پلہ اور مساوی قرار دیا گیا ہے جیسے کہ آپ اپنے اصحاب اور پیروان کو اپنی سیرت پر عمل کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے کہ [علیکم بسنتی...][1] اور ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:(ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعدھما ابداً : کتاب اللہ و سنتہ نبیّہ...)[2] اور پیامبر اکرم ﷺ کا معاذ ابن جبل کے اس جملے پر سکوت اور خاموشی اختیار کرنا کہ جب معاذ کو یمن کی قضاوت کے لیے منتخب کیا گیا تو معاذ بن جبل نے کہا کہ میں کتاب خدا کے ذریعے قضاوت [فیصلے] کروں گا اگر کتاب خدا سے حکم نہ ملا تو سنت یعنی سیرت نبی کے ذریعے[3] ۔

ایک اور روایت میں آپ فرماتے ہیں:(صلو ا کما رایتمونی اصلی) جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو اس طرح تم بھی نماز ادا کرو۔

یہ تمام احادیث نہ فقط آپ ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل کرنے کے جواز پر دلالت کر رہی ہیں بلکہ آپ کی سیرت اور سنت پر عمل کرنے کے وجوب کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

اشکال[اعتراض]:

اس طرح کے طریقہ استدلال [یعنی سنت سے خود سنت کی حجتیت کو ثابت کرنا]پر اعتراض وارد ہو سکتا ہے کیونکہ اس طریقہ سے دور لازم آتا ہے وہ اس طرح کہ یہ دلائل خود سنت پر متوقف ہیں اور خود سنت کی حجیت کو ہم سنت کے ذریعے ثابت کریں تو اس سے دور لازم آئے گا[4].

---

[1] - الامالی، الطوسی، ۵۲۲ ؛ اضواء علی الصحیحین/۳۰۵ ؛ شرح مسند ابی حنیفہ/۲۴۵ تم پر میری سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔

[2] - بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۴۷۵ ؛ کتاب سلیم بن قیس، ص ۱۷۷ ؛ الاحتجاج الطبرسی، ج ۱، ص ۲۱۹ ؛ الغدیر، ج ۶، ص ۱۸۷ ؛ حدیث ثقلین، ص ۱۰ میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جنکے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے اس کے نبی کی سنت.

[3] - الاصول العامّہ للفقہ المقارن، ص ۱۲۰

[4] - الاصول العامّہ للفقہ المقارن، ص ۱۲۲

جواب: اہل بیت عصمت و طہارت جو کہ معصوم ہیں اور قرآن مجید کے حقیقی اور واقعی مفسر ہیں جب ہم ان کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان لوگوں نے بھی اپنے راستوں اور طور طریقوں کو وہی سنت اور سیرت پیامبر ﷺ سمجھا ہے لہٰذا ہم دلیل کے طور پر سیرت پیامبر کی حجیت کے لیے ان عظیم ہستیوں کی سیرت سے استفادہ کر سکتے ہیں اور ان کی سیرت کو دلیل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں.

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ [کافی ہے] کہ ہم پیامبر کی روش [سنت اور سیرت] کو اپنے لیے سر مشق اور نمونہ قرار دیں[1] اور یہ بھی فرمایا کہ ہم پر واجب ہے کہ کتاب خدا اور سیرت رسول پر عمل کریں ان کے حق کو قائم کریں اور ان کی سنت کو بلند و بالا قرار دیں[2].

امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی شرائط میں پہلی شرط یہ قرار دی کہ معاویہ قرآن مجید کے حکم اور سیرت رسول کے مطابق عمل کرے گا[3] بلکہ اس سے فراتر امام حسن نے سیرت اور سنت رسول پر عمل کو خلیفہ کی شناخت اور پہچان قرار دیا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ وہ ہے کہ جو پیامبر کی سیرت پر عمل اور ان کی اطاعت و پیروی کرے[4]۔

امام حسینؑ نے اپنے قیام کے اہداف اور مقاصد میں سے ایک ہدف اور مقصد اپنے جد بزرگوار پیامبر اکرم ﷺ اور والد گرامی حضرت علیؑ کی سیرت کی پیروی اور ان دو عظیم ہستیوں کی سیرت اور سنت کا احیاء قرار دیا اور یہاں سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام علیؑ اور پیامبر اکرم ﷺ کی روش اور سیرت ایک تھی اور آئمہ معصومین ع سیرت پیامبر پر عمل پیرا تھے۔

امام سجادؑ اپنی ایک دعا میں فرماتے ہیں خدایا تو نے ہر دور میں اپنے دین کی تائید ایک امام کے ذریعے کی ہے جو بندوں کے لیے پرچم ہدایت اور شہروں کے لیے منارہ نور تھا۔۔۔۔۔۔ خدایا اپنی کتاب اپنے اپنے قوانین اور اپنے رسول کی سیرتوں کو قائم فرما[5]۔

امام سجادؑ چونکہ امام معصوم تھے لہٰذا ایک خاص طریقے اور روش کے ذریعے اپنے اہداف اور مقاصد کو دعا کے ذریعے بیان کرتے اور دعا میں احیاء سنت رسول کو زندہ کرنے کا تقاضا خدا

---

[1]- كان في رسول الله كاف لك في الاسوة. نہج البلاغہ، خطبہ ۱۴/۶۰

[2]- و علينا العمل بكتاب الله تعالي و سيرة رسولِ الله و القيامُ بحقّه و النعش لسنته. ہمان، خطبہ ۵/۱۶۹

[3]- الفتوح، ج ۴، ص ۱۶۰-۱۵۸ ؛ سیرہ پیشوایان، ص ۱۱۳

[4]- مقاتل الطالبین، ص ۴۷ ؛ مدینۃ المعاجز، ج ۳، ص ۴۱۵ ؛ الخرائج والجرائح ا، ص ۲۳۷

[5]- صحیفہ سجادیہ دعای/۴۷

وند عالم سے فرمارہے ہیں اور دوسرے آئمہ معصومین بھی سیرت پیامبر اعظم سے متمسک ہونے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے لہٰذا اس بناء پر سیرت اہل بیت سے بھی سیرت وسنت پیامبر ﷺ پر عمل کرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کے لیے آپ کی سیرت کا اسوہ اور نمونہ ہونا واضح اور روشن ہوتا ہے۔

۳۔ اجماع مسلمین:

حجیت سنت پیامبر ﷺ تمام مسلمانوں کے اجماع اور اتفاق نظر سے بھی ثابت ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کی سیرت قطعی رہی ہے کہ تمام مسلمان سنت و سیرت رسول جو کہ آپؐ سے صادر ہوئی ہے چاہے وہ قول عمل یا تایید کی صورت میں اس پر تمام مسلمان عمل کرتے تھے[1]۔

۴۔ عقل:

از نظر عقل ہر وہ چیز کہ جو [قول، فعل اور سکوت معصوم کی صورت میں] ایک معصوم سے صادر ہو کہ جو گناہ، غفلت، خطا اور سہو و نسیان سے پاک ہو تو اس کی سیرت حجت ہے اور اس کی اطاعت و پیروی پسندیدہ کام اور خدا کے نزدیک مقبول ہے کیونکہ اگر کسی فرد کی پیروی جایز نہ ہوتی تو خداوند متعال کی جانب سے کہ جو حکیم اور دانا ہے کسی صورت میں بھی لوگوں کو اس کی اطاعت اور پیروی کا حکم نہ دیا جاتا، اور نہ ہی اپنے جھگڑوں اور مسایل میں اس کی طرف رجوع کرنے اور نہ ہی ہر وہ چیز جسے وہ دے اسے لینے اور جس سے وہ منع کرے اسے ترک کرنے کا حکم دیتا لہٰذا چونکہ وہ ہستی معصوم ہوتی ہے اور ہر وہ فعل یا قول جو اس سے صادر ہوتا وہ شارع اور شریعت کے موافق ہے لہٰذا اس معصوم کی سیرت حجت ہے۔

پیامبر اکرم ﷺ کی ازواج

نبی اکرم (ص) کی سیرت کی حجیت اور سعادت ابدی حاصل کرنے کے لیے آپکی پیروی کی اہمیت اور ضرورت کو جاننے کے بعد آنحضرت (ص) کی گھریلو زندگی پر نظر ڈالتے ہیں جس کو اچھی طرح سمجھ کر عمل کرنے سے ہر گھر جنت میں تبدیل ہو سکتا ہے.

[1]۔ الاصول العامۃ والفقہ المقارن، ص ۱۲۰

معاشرے کا ایک فرد ہونے کے ناطے پیامبر اکرم ﷺ کو گھریلو اور ازواجی زندگی کی ضرورت تھی لہٰذا آپ ﷺ لوگوں کے درمیان رہتے تھے اور معاشرے کے دوسرے افراد کی طرح بیویاں اور بچے رکھتے تھے تاکہ تمام انسانوں کے لیے ہر قسم کے حالات اور شرایط میں ایک کامل نمونہ اور اسوہ عمل قرار پائیں۔ پیامبر اکرم ﷺ انتہایی سخت اور سنگ دل طبیعت والے لوگوں میں کہ جنہیں جنگ اور لڑایی جھگڑے کے علاوہ کسی دوسرے کام کی فرصت نہیں تھی مبعوث ہویے لیکن انہی لوگوں اور اسی معاشرے میں رہتے ہوئے آپ لوگوں کے لیے ایک آئیڈیل شخصیت قرار پائے. پیامبر گرامی ﷺ نے اسلام کی ترقی اور پیشرفت اور اسلامی معاشرے کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہویے متعدد عورتوں سے شادیاں کیں کہ جنکے نام تاریخ اسلام میں ثبت وضبط ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد:

پیامبر گرامی اسلام ﷺ کی پہلی شادی ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؑ سے ہوئی جنکی عمر اس وقت چالیس سال تھی آپ بیوہ خاتون تھیں اور اس سے پہلے آپ کی دو شادیاں ہو چکیں تھیں جن سے آپ کی اولاد تھی پیامبر ﷺ کی جناب خدیجہؑ سے چھ اولادیں پیدا ہویں۔

رسول اکرم ﷺ نے باون ۵۲ سال تک یعنی جب تک حضرت خدیجہؑ کا انتقال نہیں ہوا دوسری شادی نہیں کی پیامبر ﷺ نے پندرہ سال مبعوث بہ رسالت ہونے سے پہلے اور بارہ سال رسالت کے بعد جناب خدیجہؑ کے ساتھ زندگی گزاری حضرت خدیجہؑ رسول خدا ﷺ کی ازواج میں سب سے بہتر تھیں اور پیامبر ﷺ آپ کی وفات کے بعد ہمیشہ آپ کو یاد کرتے اور جس وقت بھی آپ کا نام سنتے آپ کی جانثاری اور وفا کے واقعات یاد کرتے اور بہت عزت و احترام سے آپ کا ذکر کرتے تھے۔

۲۔ سودہ بنت زمعہ ۳۔ عائشہ بنت ابو بکر ۴۔ حفصہ بنت عمر ۵۔ زینب بنت خزیمہ ۶۔ ام سلمہ [ھند بنت امیہ] ۷۔ زینب بنت جحش ۸۔ ام حبیبہ بنت ابو سفیان ۹۔ جویریہ بنت الحارث ۱۰۔ صفیہ بنت حی ابن اخطب ۱۱۔ میمونہ بنت الحارث

بعض کتابوں میں آپ کی شادیوں کی تعداد تیرہ تک ذکر ہویی ہے اور آپ کی ان ازواج کے علاوہ زینب بنت عمیس اور خولہ بنت حکیم اسلمی کے ناموں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ تاریخ یعقوبی میں نقل ہوا ہے کہ پیامبر ﷺ نے اکیس اور ایک قول کے مطابق تییس (۲۳) عورتوں سے عقد

کیا لیکن ان میں سے بعض کے ساتھ ہمبستری کی اور بعض کے ساتھ نہیں کی۔ پیامبر اکرم ﷺ کی بیویاں بھی دوسری عورتوں کی طرح مختلف مزاجوں اور خیالات کی مالک تھیں۔

ازواج کا کردار اور آنحضرت ﷺ کا برتاو

رسول خدا ﷺ مسلمانوں کے رہبر ہونے کے ناطے سے بہت زیادہ مصروفیات اور کام میں مشغول رہتے تھے۔ جن میں سے عبادت اور نماز تہجد، دین مبین اسلام کی تبلیغ، رسالت الھی کے وظائف کی انجام دہی، حکومتی امور جنگیں وغیرہ ان کاموں میں سے آپ کا ایک کام اور ذمہ داری گھر والوں کے لیے وقت نکالنا بھی تھا۔ لیکن کوئی یہ تصور نہ کرے کہ پیامبر ﷺ کی تمام بیویاں بہت اچھی تھیں اور پیامبر ان سب سے راضی اور خوش تھے آپ ﷺ کی بعض بیویاں ایسی تھیں جن سے آپ ﷺ راضی اور خوش اور تاآخر عمر ان کو یاد کرتے اور ان کے لیے استغفار کرتے تھے۔ لیکن آپؐ کی بعض بیویاں ایسی تھیں جو آپؐ کی بعض دوسری ازواج کے ساتھ لڑائي جھگڑا کرتیں اور کبھی کبھی تو خود پیامبر سے بھی بحث و نزاع کرتیں اور آپ ﷺ کو اذیت اور ذہنی تکلیف دیتی تھیں اور بعض ایسی تھیں جو آپؐ کے اسرار اور رازوں کو فاش کرتی تھیں جیسا کہ اس آیہ شریف میں ذکر ہوا ہے کہ :

اور جب نبی ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات کی اور اس نے دوسری کو باخبر کر دیا[1].

یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی بعض بیویاں نہ صرف اپنی زبان اور الفاظ سے پیامبر ﷺ کو ٹھیس پہنچاتی بلکہ رازداری کے مسلہ میں بھی کہ جو ازدواجی تعلقات میں ایک باوفا بیوی کی علامت ہے اس سے پہلو تہی کرتیں۔

خداوند متعال نے پیامبر ﷺ کی ان بیویوں کی کہ جنہوں نے آپ ﷺ کے راز کو فاش کیا ان الفاظ میں سرزنش کی ہے اور فرمایا کہ : اب تم دونوں توبہ کرو کہ تمھارے دلوں میں کجی پیدا ہو گئ ہے ورنہ اگر اس کے خلاف اتفاق کروگی تو یاد رکھو اللہ اس کا سرپرست ہے[2]۔

---

[1]- [تحریم۔٣]و إذا أسرّ النبي إلي بعض ازواجه حديثاً فلمّا نبّأت به...

[2]- : سوره تحریم ٤ إن تتوبا إلي الله فقد صغت قلوبكما و إن تظاهرا عليه فإن الله هو مولاه ... یہ دو عورتیں کہ جنہون نے پیامبر ﷺ کے راز کو فاش کیا وہ عایشہ اور حفصہ تھیں المعجم الوسیط طبرانی، ج ٣، ص ١٣؛ جامع البیان ابن جریر طبری، ج ٢٨، ص ٢٠٤؛ زاد المسیر، ج ٨، ص ٤٨ و ٥١؛ تفسیر القرطبی، ج ١٨، ص ١٨٦؛ الدر المنثور، ج ٦، ص ٢٤٠.

بعض ازواج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر دل آزاری کرتیں کہ خداوند متعال نے دھمکی آمیز انداز میں فرمایا: وہ اگر تمھیں طلاق بھی دے گا تو خدا تمھارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا مسلمہ ،مومنہ ،فرمانبردار،توبہ کرنے والی عبادت گزار،روزہ رکھنے والی کنواری اور غیر کنواری سب[1]۔

رسول خدا اپنی ازواج کے غلط رویوں کے باوجود انتہائی مہربانہ اور مشفقانہ عکس العمل ظاہر کرتے یہاں تک کہ آپ اس بات کے لیے بھی حاضر نہ تھے وہ راز جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ نے آشکار کیا کہ وہ سارے کا سارہ اس کے سامنے بیان کرتے بلکہ اسکا صرف ایک حصہ نقل کیا[2] اور صرف یہ فرمایا کہ جبریل امین نے مجھے یہ خبر دی ہے۔

پیامبر کی بعض بیویاں دنیاوی عیش و عشرت کے چکر میں تھیں جیسا کہ کچھ غزوات کے بعد جب بہت سارے غنایم اور جنگی سامان مسلمانوں کے پاس آیا تو ازواج پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مختلف قسم کے تقاضے اور فرمائشیں کرنا شروع کر دیں جیسے بعض نے نان و نفقہ [یعنی خرچ اخراجات] یا زندگی کی دوسری ضروریات کے متعلق تقاضے کیے جیسے ام سلمی نے پیامبر سے ایک کام کرنے والی کنیز کا تقاضا کیا، میمونہ نے ایک حلہ مانگا، زینب بنت جحش نے ایک مخصوص یمنی کپڑا، حفصہ نے مصری لباس، جویریہ نے بھی ایک خصوصی لباس اور سودہ نے ریشم کے خاص لباس کا تقاضا کیا اور فرمایشیں کیں۔ لیکن رسول خدا جانتے تھے کہ ان کی اس طرح کی فضول فرمایشات کو پورا کرنے سے یہ سلسلہ رکے گا نہیں بلکہ چل نکلے گا اور نبوت کے گھرانے پر اس کے منفی اثرات مرتب ہونگے جبکہ دوسری

---

[1]۔ تحریم ۵ : عسي ربه إن طلّقكنّ أن يبدله أزواجاً خيراً منكنّ مسلماتٍ مؤمناتٍ قانتاتٍ تائباتٍ عابداتٍ سائحاتٍ ثيباتٍ و ابكاراً

[2]۔ تفسیر نمونہ، ج، ۲۴، ص ۲۷۵] پیامبر کبھی کبھی اپنی زوجہ زینب بنت جحش کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شہد پیش کرتیں یہ خبر جب عائشہ کے کانوں تک پہونچی تو انہیں سخت ناگوار گزرا۔[حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ] میں نے حفصہ [حضور کی دوسری زوجہ] کے ساتھ منصوبہ بنایا کہ جب بھی پیامبر ہم میں سے کسی ایک کے پاس آینگے تو فورا کہیں گی کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغافیر [مغافیر ایک قسم کی گوند نما چیز تھی جو حجاز میں ایک درخت بنام غرفطہ سے نکلتی تھی اور اس کی بو بہت گندی ہوتی تھی] کھایا ہے؟ اس طرح پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حفصہ کے پاس آیے تو اس نے یہ بات پیامبر سے کہی پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا میں نے مغافیر تو نہیں کھایی بلکہ زینب بنت جحش کے پاس گیا تھا اور شہد کھایا تھا [پیامبر نے فرمایا] کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے بعد یہ شہد نہیں کھاوں گا لیکن تم حفصہ یہ بات کسی سے مت کرنا لیکن حفصہ نے یہ بات عائشہ کو بتادی جس سے رسول خدا بہت ناراض ہوئے۔

طرف اسلامی معاشرے میں بہت سارے افراد جنمیں فقراء اور مساکین موجود تھے لہذا پیامبر ﷺ نے ان کے تقاضے پورے کرنے سے انکار کر دیا اور احتجاج کے طور پر پورا ایک مہینہ ان سے جدائی اختیار کر لی۔ اور یہ جدائی اس وقت تک جاری رہی جب تک کہ خداوند عالم کی طرف سے بڑے واضح اور واشگاف لیکن در عین حال محبت اور شفقت سے انہیں سخت تنبیہ کی گئی کہ اگر تم دنیاوی زرق و برق چاہتی ہو تو پیامبر ﷺ سے الگ ہو جاو۔ اور جہاں تمہارا دل چاہے وہاں چلی جاو لیکن اگر خدا اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگا لیا ہے اور بیت نبوت کی سادہ مگر افتخار آمیز زندگی پر راضی ہو تو رک جاو اور خداوند عالم تم کو بہت بڑے اجر سے نوازے گا[1]۔

اور جیسا کہ اس آیہ شریفہ میں ارشاد خداوندی ہوا ہے کہ [اے پیغمبر ﷺ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم لوگ زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی طلبگار ہو تو آو میں تمھیں متاع دنیا دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور رسول اور آخرت کی طلبگار ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لیے بہت بڑا اجر فراہم کر رکھا ہے[2]۔ اس طریقے سے خداوند متعال نے پیامبر ﷺ کی بیویوں کے فرایض اور وظایف کو واضح کیا کیونکہ ازواج پیامبر ﷺ مومنہ عورتوں کے لیے اسوہ اور رول ماڈل ہیں لہذا خدا نے واضح کر دیا کہ اگر زہد و تقوی اختیار کریں اور دنیا کی اس ظاہری چمک دمک اور زرق برق سے بے اعتنایی اختیار کریں اور اپنی تمام تر توجھات ایمان، عمل صالح اور معنویت کی طرف مرکوز کر دیں تو وہ پیامبر ﷺ کی ہمسری اور رفاقت جیسے پر افتخار منصب کے لایق ہیں لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتیں اور اپنے اندر معنوی صفات پیدا نہیں کر سکتیں تو وہ اپنے راستے پیامبر ﷺ سے جدا کر لیں اور ان سے دور ہو جائیں.

اگرچہ ان آیات کے ظاہری خطاب صرف ازواج پیامبر ﷺ سے مخصوص ہے لیکن ان آیات کی گہرائی اور نتایج سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام مسلمان عورتوں سے مخاطب ہیں اور خصوصا وہ افراد جو معاشرے کی رہبری جیسے [علماء، سیاستدان، مراجع ...] اور باگ دوڑ سنبھالے ہویے ہیں وہ خصوصی طور پر ان آیات کے مخاطبین میں شامل ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ ایسے دوراہے پر کھڑے

---

[1]- وہی منبع ج ۱۷، ص ۲۷۸.

[2]- احزاب/۲۹-۲۸. یا أیها النبي قل لازواجك إن كنتن تردن الحیاة الدنیا و زینتها فتعالَین أُمتعكُنّ و أُسرّحكُنّ سراحاً جمیلاو إن كنتنّ تُرِدنَ الله و رسوله و الدار الإخرة فإن الله أعدّ للمحسنات منكنّ اجراً عظیماً

ہیں کہ یا تو اپنے دنیاوی مقام و منصب سے فایدہ اٹھاتے ہویے دنیا کی اس چند روزہ ظاہری خوشحال زندگی کو اپنالیں اور یا ان دنیاوی لذات اور زرق و برق کو ٹھکرا کر ہمیشہ کے لیے خدا کی خوشنودی اور عوام کی ہدایت کو چن لیں[1]۔ رسول خدا بشریت کے لیے اسوہ حسنہ ہیں پیغمبر ﷺ نے معاشرے کی پہلی اکایي یعنی جسے گھریلو زندگی کہتے ہیں اپنا رویہ انصاف پر قایم کیا اور اپنی تمام ازواج کے ساتھ اگرچہ ان کے طور طریقوں اور مزاجوں میں فرق تھا لیکن سب کے ساتھ عدل اور مساوات کا برتاو کیا اور آپ کی تمام بیویاں آپ کے برتاؤ سے راضی اور خوش تھیں۔

یہاں ہم پیغمبر ﷺ کی اپنی ازواج کے ساتھ برتاو کے متعلق کچھ اہم نکات کا ذکر کریں گے۔

ا۔ عدالت:

پیغمبر اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ازواج کے درمیان مساوات اور عدالت کو مد نظر رکھنا تھا پیغمبر اکر ﷺ مندرجہ ذیل صورتوں میں مساوات برقرار رکھتے تھے۔

[الف]: پیامبر نے اپنی تمام بیویوں کا حق مہر چار سو درہم مقرر کیا تھا اور عایشہ، حفصہ، ام سلمی، سودہ، میمونہ، زینب بنت جحش اور زینت دختر خزیمہ میں کوئی فرق اور امتیاز روا نہیں رکھا۔ اور اس سلسلے میں پیامبر اکرم ﷺ نے کسی قسم کے ظاہری عنوانوں جیسے قریشی اور غیر قریشی، جوان اور غیر جوان، بیوہ اور باکرہ یا اس طرح کی دوسری ظاہری خصوصیات کو حق مہر میں کویي اہمیت نہیں دی اس طرح کی مساوات یقینا عورتوں کے ذہن پر مثبت تاثر مرتب کرتیں ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو شخصیت کے لحاظ سے اور دوسرے کاموں میں مساوی اور برابر سمجھیں اور کویي کسی پر برتری نہ جتا سکے[2]۔

[ب]: مہر کے علاوہ پیامبر اکرم ﷺ زندگی کے دوسرے اخراجات جیسے نان و نفقہ کے سلسلے میں بھی عدالت اور مساوات کا مکمل خیال رکھتے تھے مثال کے طور پر آپ ﷺ اپنی ہر

---

[1]- تفسیر نمونہ، ج۱۷، ص ۲۸۲.

[2]- شیوہ ی ہمسر داری پیامبر (ص)، ص ۱۲۹. البتہ پیامبر ﷺ کی بعض دوسری بیویوں جیسے جویریہ اور صفیہ کے بارے میں اس طرح کے حق مہر کا ذکر نہیں ہوا اس کی علت شاید یہ ہو کہ وہ چونکہ اسیر تھیں اور آزادی کے بعد پیامبر ﷺ کے عقد میں ائیں تھیں، لیکن پیامبر اکرم ﷺ کی ایک اور زوجہ بنام ام حبیبہ کے ساتھ عقد کے لیے پیامبر نے نجاشی [بادشاہ حبشہ] کو اپنا وکیل مقرر کیا تاکہ وہ انہیں آپ ﷺ کے نکاح میں لے آیے اور آپ نے ام حبیبہ کا حق مہر چار سو دینار مقرر کیا ام حبیبہ کے حق مہر کے زیادہ ہونے کی وجہ شاید یہ ہو کہ کیونکہ ام حبیبہ حبشہ میں تھیں اور ان کی مدینہ واپسی کے لیے زیادہ پیسوں کی ضرورت تھی.

بیوی کے لیے ایک سال میں سو وسق اجنمیں اسی وسق کھجور اور ۲۰ وسق جو مقرر کیا ہوا تھا یہ اناج کے طور پر ازواج کو ملتا تھا[۲]۔

[ج]: معاملات کی رعایت کی خاطر پیامبر اکرم ﷺ نماز فجر کے بعد تمام ازواج کے کمروں میں الگ الگ جا کر ان کی خیریت دریافت کرتے اور احوال پرسی کرتے تھے[۳]۔

[د]: پیامبر اکرم ﷺ ہر رات اپنی ایک زوجہ کے پاس شب بسری کے لیے تشریف لے جاتے اور اس سلسلے میں مکمل طور پر مساوات کا خیال رکھتے ۔ جیسا کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں ایک سے زیادہ شادیوں کی صورت میں عدالت کو شرط اساسی قرار دیا و گرنہ صرف ایک بیوی پر اکتفا کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس آیہ شریفہ میں خدا فرماتا ہے اور جو عورتیں تمھیں پسند ہیں دو ، تین ، چار ان سے نکاح کر لو اور اگر ان میں بھی انصاف نہ کر سکنے کا خطرہ ہے تو صرف ایک[۴]۔

اس کے علاوہ خداوند عالم ان لوگوں کو جو اپنی ازواج کے درمیان عدالت قایم کرنے میں کوتاہی اور غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں خبر دار کرتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے کہ [اگر اصلاح کر لو اور تقوی اختیار کرو تو اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے یعنی ضروری ہے کہ وہ تقوی اور اصلاح کا راستہ اختیار کریں اور اپنی گزشتہ غلطیوں کا ازالہ کریں تو اس وقت خداوند عالم اپنی رحمت اور بخشش ان کے شامل حال کر دے گا[۵]۔

پیامبر اسلام ﷺ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ازواج کے درمیان عدالت کی رعایت کی یہاں تک کہ آپ ﷺ بیماری کی حالت میں بھی کسی ایک زوجہ کے گھر قیام نہ کرتے[۶] اور تقسیم وقت کی عدالت کے بارے میں ارشاد فرماتے [پروردگارا یہ میرا وقت ہے اور اس محبت اور نفقہ

---

[۱]-ایک وسق تقریبا ساٹھ صاع اور ایک سو اسی کلو گرام کے مساوی ہے ۔

[۲]-تاریخ تاریخ المدینہ، ج۱، ص ۱۸۰۔ میں ذکر ہوا ہے کہ پیامبر ﷺ نے خیبر کے خمس میں سے ہر ایک کے لیے ایک سو وسق قرار دیے تھے.. (السیرۃ النبویہ، ابن کثیر، ج۳، ص ۳۷۹).

[۳]- ترجمہ تفسیر المیزان، ج۲۵، ص ۱۲۸۔

[۴]- نساء/۳ فأنكحوا ما طاب لكم من النساء مثني و ثلاث و رباع فإن خفتم ألّا تعدلوا فواحدة...

[۵]- نساء/۱۲۹ ... و إن تصلحوا و تتقوا فإن الله كان غفوراً رحيماً .

[۶]- تفسیر نمونہ، ج۴، ص ۱۵۳۔

کا مالک میں ہوں پس اس وقت میرا مواخذہ نہ کرنا جس وقت کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں][1]

امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا پیامبر گرامی اسلام ﷺ بیماری کے دوران اپنے وقت کو ازواج کے درمیان تقسیم کرتے اور ان کے درمیان چکر لگاتے رہتے تھے[2] اگرچہ خداوند عالم نے رسول خدا کو یہ اختیار دیا ہوا تھا کہ وہ ازواج کی باریوں میں تقدیم و تاخیر [آگے پیچھے] کر سکتے تھے اور جس سے چاہتے اس سے زیادہ مہربانی اور پیار و محبت سے پیش آ سکتے تھے اور اپنے پاس ٹھہرا سکتے تھے جیسا کہ اس آیہ شریفہ میں ذکر ہوا ہے کہ : [ان میں سے جس کو آپ چاہیں الگ کر لیں اور جس کو چاہیں اپنی پناہ میں رکھیں اور جن کو الگ کر دیا ہے ان میں سے بھی کسی کو چاہیں تو کویي حرج نہیں ہے یہ سب اس لیے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور یہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ نے دے دیا ہے اس سے خوش رہیں اور اللہ تعالی تمھارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے اور وہ ہر شیی کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے۔[3]

[ہ] : پیامبر گرامی اسلام ﷺ سفروں اور جنگ کے دنوں میں بھی عدالت اور مساوات کا مکمل خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ قرعہ نکال کر ایک زوجہ کو اپنے ساتھ لے جاتے اس کے علاوہ آپ احرام کی حالت میں بھی مساوات کا خیال رکھتے اور ہر رات ایک زوجہ کے پاس شب بسری کے لیے جاتے یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ احرام کی حالت میں ہمبستری کرنا حرام ہے لیکن یہ چیز مساوات اور ان کے ساتھ ہمنشینی سے منافات نہیں رکھتی[4]۔

یہاں پر ایک بہت اہم مسلہ جو انسان کے ذہن میں تلاطم ایجاد کرتا ہے وہ یہ کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو رسول خدا کا پیرو کار سمجھتے ہیں کس حد تک آپ کی پیروی کرتے ہیں اور ان کا کردار کس حد تک اپنے رہبر اور رہنما سے مطابقت رکھتا ہے۔؟؟؟

معاشرے میں کثیر تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو کچھ امور میں پیامبر ﷺ کی سیرت سے رہنمایي لیتے ہیں اور کچھ امور میں آپ کی سیرت کو ترک کر دیتے ہیں۔

---

[1]- تفسیر منہج الصادقین، ج ۳، ص ۱۲۴.

[2]- ترجمہ تفسیر المیزان، ج ٦، ص ۸۰.

[3]-احزاب ۵۱ تُرجي من تشاء منهن و تُئوي اليك من تشاء و من إبتغيت ممن عزلت فلاجناح عليك أدني اليك أن تقرّ أعينهنّ و لايحزَنَّ و يرضَيْنَ بما آتيتهنّ و الله يعلم ما في قلوبكم و كان الله عليماً حليماً

[4]- [4]-شیوہ ہمسرداری پیامبر (ص) صص ۱۳۳- ۱۳۱.

واضح الفاظ میں کہا جایے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جہاں تک پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ان کے مفادات اور خواہشات کے مطابق ہو اسے اپنا لیتے ہیں جیسے کثرت ازواج لیکن دوسری طرف بیویوں کے حقوق کے سلسلے میں غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اکثراوقات تو ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ پہلی بیوی سے چھپ چھپا کر دوسری شادی کر لیتے ہیں تاکہ پتہ نہ چلے اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ دوسری بیوی کا جو وقت ہے وہ پہلی کو نہیں دے سکتے یا برعکس کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک عورت کی جوانی، خوبصورتی اور بولنے کا انداز اسے اتنا متاثر کر دیتا ہے کہ وہ دوسری سے غافل ہو جاتا ہے اور اس طرح زندگی کے دوسرے تمام امور میں بھی وہ مساوات اور عدالت کا خیال نہیں رکھتا۔

یہ طریقہ اور اسلوب پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومینؑ کی روش اور سیرت سے کوسوں دور ہے کیونکہ عدم عدالت اور مساوات کا خیال نہ رکھنا ہے جسکی وجہ سے گھروں اور خاندانوں میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور کبھی تو معاملہ عدالت [Court] تک چلا جاتا ہے لہٰذا اس طرح کے شخص کو جو عدالت کی رعایت نہ کر سکتا ہو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا کویی حق نہیں ہے۔

۲۔دینی معارف کی تعلیم:

رسول خدا کی کثرت ازواج اور شادی کے اہداف و مقاصد میں سے ایک ہدف اسلامی احکام کی تعلیم بھی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں آپ سے دینی احکام کی تعلیم حاصل کر کے دوسروں کو ان کی تعلیم دیں کیونکہ خاندان کے سرپرست کا ایک اساسی وظیفہ اپنے اہل خانہ کو دینی معارف کی تعلیم دینا بھی ہے پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اسوہ کامل اور ایک دلسوز اور درد دل رکھنے والے تمام انسانوں کے مربی ہیں آپ نے تمام لوگوں سے زیادہ اس دستور پر عمل کیا جیسا کہ روایت میں نقل ہوا ہے کہ : جس وقت پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز واجب ہوئی جبرائیل امین نازل ہوئے اور پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وضو کیا پھر جبرئیل نے نماز پڑھی تو پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کے ساتھ نماز ادا کی پھر جب حضرت جبرئیل چلے گئے تو پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہ کے پاس تشریف لایے اور ان کو وضو اور نماز کا طریقہ بتایا اس کے بعد عملی [Practically] طور پر کہ جس

طرح جناب جبرئیل سے نماز سیکھی تھی نماز پڑھی تا کہ جناب خدیجہ بھی اچھی طرح نماز پڑھنا یاد کرلیں اس کے بعد جناب خدیجہ س نے وضو کیا اور نماز پڑھی[1]۔

۳۔ازواج کے مزاجوں اور روحیات کا خیال:

پیامبر اکرم ﷺ اپنی تمام بیویوں سے محبت کرتے تھے لہٰذا آپ تمام ازواج سے ان کے مزاجوں اور روحی کیفیات کو مد نظر رکھتے ہویے برتاو کرتے تھے تا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی یہ احساس نہ کرے کہ دوسری زوجہ پیامبر ﷺ کو اس سے زیادہ پیاری ہے مثلا پیامبر ﷺ دیکھتے کہ آپ کی ازواج میں حضرت عائشہ سب سے زیادہ جوان ہیں اور ان کو یہ پسند ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نزدیک محبوب ہوں تو پیامبر اکرم ﷺ اس طرح کے الفاظ [کلمنی یا حمیرا] اے حمیرا [سرخ رنگ والی] مجھ سے بات کرو کے جملات سے اس کا دل بہلاتے اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرتے۔

ایک اور نقل کے مطابق کہ جس میں ذکر ہوا ہے کہ ایک دن رسول خدا عایشہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ روٹی کا ایک ٹکرا زمین پر گرا ہوا ہے آپ نے اس ٹکرے کو اٹھا کر کھالیا اور اس کے بعد فرمایا [یا حمیراء اکرمی جوار نعم اللہ۔۔] اے حمیرا اللہ کی نعمتوں کی اپنے پاس موجودگی کا احترام کرو تا کہ ہر گز خدا کی نعمتیں اس کے بندوں سے دور نہ ہوں[2] اور اس طرح جناب ام سلمی کہ جو صاحب اولاد تھیں اور آپ ان کے بچوں سے بہت محبت رکھتے تھے جب بھی آپ ﷺ کی جناب ام سلمی سے ملاقات ہوتی تو ان کے بچوں کا حال احوال پوچھتے اور ان کو نئے اور اچھے ناموں سے پکارتے جو کہ آپ کی ان کی طرف خصوصی توجہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۴۔ازواج کی دلجویی اور ان سے پیار و محبت سے پیش آنا:

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کی زوجہ جناب صفیہ کے اونٹ نے چلنا بند کر دیا تو صفیہ نے تنگ آکر گریہ کرنا شروع کر دیا اس وقت پیامبر ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے جناب صفیہ کے آنسو صاف کیے اور ان کی دلجویی کی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ قافلہ اس جگہ توقف کرے درحالانکہ

---

[1]۔نساء حول الرسول، محمد حلبی، ص۳ و حین افترض الصلوه علی رسول اللہ أتاه جبرئیل فتضوء و رسول اللہ ینظر الیه...؛

[2]۔اصول کافی, الکلینی ج٦, ص٦٠٠

اس سے پہلے آپ کا اس جگہ پہ رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور اسی طرح ایک دفعہ زینب بنت جحش نے جناب صفیہ کی توہین کی تو پیامبر اکرم ﷺ نے زینب سے قطع تعلق کر لیا اور جب جناب زینب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ نادم ہوئیں تو اس کے بعد آپ ان کے کمرے میں گیے اور ان کا بستر صحیح کیا اور اس طرح اپنی محبت کا جناب زینب سے اظہار کیا اور جس وقت [برّہ] بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی جنگ میں اسیر ہو کر آئی تو آپ (ص) نے اسے شادی کی پیشکش کی تو اس نے خوشی سے قبول کر لی آپ نے اس کا نام جویریہ رکھا[1] اور اس طرح اس کی محبت کو جذب کیا۔

ایک دن جناب حفصہ بنت عمر اور پیامبر اکرم ﷺ کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ ہمارے درمیان کوئی قاضی آکر فیصلہ کرے ؟ تو جناب حفصہ نے کسی دوسرے کی قضاوت پر آمادگی ظاہر کی تو رسول خدا (ص) نے عمر بن خطاب کو جو کہ حفصہ کے باپ بھی تھے کسی کو بھیج کر بلا لیا جب عمر بن خطاب آئے تو پیامبر اکرم ﷺ نے حفصہ سے کہا کہ اپنی بات بیان کرو حفصہ نے کہا کہ نہیں آپ بولیں لیکن سچ بولیں عمر حفصہ کی اس بات پر ناراض ہو گیے اور طیش میں آکر حفصہ کو مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ اے دشمن خدا : پیامبر ﷺ حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا پیامبر نے مارنے سے عمر کو روکا لیکن عمر نے کہا کہ [مجھے اس کی قسم جس نے [خدا] پیامبر ﷺ کو مبعوث کیا اگر یہ محفل نہ ہوتی اور مجھے آپ کو مارنے سے منع نہ کرتے تو تمھیں اس قدر مارتا کہ تم مر جاتیں[2]] اتنی سخت باتوں کے باوجود رسول خدا جناب حفصہ کو اپنے باپ کے غصہ سے بچاتے ہیں اور باپ سے زیادہ محبت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ آپ نے جناب حفصہ کی برائیوں کے جواب میں کوئی شدید رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

۵۔ نرم برتاو:

پیامبر اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت آپ کا لوگوں کے ساتھ نرم رویہ اور برتاو بھی تھا لہٰذا آپ گھر میں اپنی ازواج کے ساتھ بھی نرمی کا مظاہرہ کرتے اور ان کی

۶۲- کچھ کتابوں میں جناب زینب بنت جحش ، جناب ام سلمی اور جناب میمونہ کے بارے میں اس طرح کی تفاسیر ذکر ہوئی ہیں اور ممکن ہے انکا نام بھی آپ نے تبدیل کیا ہو۔] الأدب المفرد، محمد بن اسماعیل البخاری، ص ۱۴۱ و ۱۷۹؛ الآحاد والمثانی، ج ۵، ص ۴۳۸.

[2]- تفسیر مجمع البیان، ج ۸، ص ۱۵۱؛ تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۲۶۶؛ تفسیر المیزان، ج ۱۶، ص ۳۱۵.

خطاوں اور لغزشوں سے چشم پوشی کرتے تھے البتہ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج کی ان غلطیوں سے در گزر کرتے جو خود ذات پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تھیں لہٰذا ایسے موقعوں پر آپ بغیر کسی تذکرا اور یاد آوری کے خاموشی اختیار کرتے تو وہ خود اپنی غلطیوں کا احساس کر لیتیں تو خود ہی شرمندہ ہو جاتیں۔

لیکن کبھی کبھی ازواج کی خطاوں اور غلطیوں کا تعلق دوسروں کے امور سے ہوتا تو پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناسب الفاظ اور کردار کے ذریعے ان کو ان کی غلطی کی طرف متوجہ کرتے اگر انکی غلطی ان کی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہوتی تو آپ اس نقص کو خوش اسلوبی سے بر طرف کرتے کیونکہ احکام دین کی تبلیغ اور لوگوں کی ہدایت انبیاء کے جملہ وظایف میں سے ایک وظیفہ ہے[۱]۔

۶۔ازواج کی اچھاییوں (خوبیوں) اوران کی وفاداری کو یاد کرنا:

پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے ساتھ عملی سیرت کا ایک پہلو ان کی خوبیوں کو یاد کرنا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ متواتر طور پر مختلف مناسبتوں سے اپنی بعض بیویوں [خصوصا جناب خدیجہ س] کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے اور انکی زحمتوں، مشقتوں اور ایثار و قربانی کا شکریہ بجا لاتے امیر المومنین حضرت علیؑ اور جناب سیدہ س کی شادی کے سلسلے میں بعض ازواج آپ کے پاس تشریف لے گیں تاکہ ان دو عظیم ہستیوں کی شادی کی آپ سے اجازت طلب کریں. ام سلمہ کہتی ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول: ہم ایک ایسے موضوع سے متعلق آپ سے بات کرنے کے لیے آئی ہیں کہ اگر جناب خدیجہ زندہ ہوتیں تو ضرور اس بات کو سن کر خوش ہوتیں رسول خدا نے جناب خدیجہ کا نام سنا تو گریہ کرنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ خدیجہ؛ اب دوبارہ کب خدیجہ کی طرح کوئی عورت اس دنیا میں پیدا ہو گی؟ جس وقت تمام لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس نے میری تصدیق کی، دین خدا کی تبلیغ میں اس نے میری مدد و تایید کی، دین خدا کی تبلیغ کے لیے بہت زیادہ مال سے میری نصرت کی۔ خداوند عالم نے خدیجہ کے متعلق مجھے حکم دیا کہ میں یہ نوید مسرت اسے سنادوں کہ خداوند عالم نے جنت میں اس کے لیے زمرد سے

---

[۱]۔ شیوہ ہمسر داری پیامبر (ص)، ص۱۴۱

ایک محل تیار کیا ہے کہ اس جگہ کسی قسم کی تکلیف دینے والی آواز اور کسی قسم کا رنج و غم موجود نہیں ہے۔

ام سلمی کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان بے شک خدیجہ اسی طرح جسطرح آپ فرمارہے ہیں اور اب وہ اپنے پروردگار کی رحمت کے سایہ میں ہیں خدااس نعمت کو اس کے لیے مبارک کرے اور ہم کو بھی اس کے ساتھ بہشت و رضوان میں درجات اور اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عطافرمائے[1]۔

تاریخ پر اجمالی نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کیطرح واضح ہوتی ہے کہ رسول خدا ہمیشہ محبت احترام واکرام سے جناب خدیجہ کو یاد کرتے تھے ہم بطور مثال فقط ایک روایت کو ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ : جب بھی حضرت خدیجہ کا ذکر ہوتا رسول خدا فورا انکی تعریف اور تمجید شروع کر دیتے اور ان کے لیے استغفار کرتے۔ ایک دن پیامبر ﷺ نے جناب خدیجہ کو یاد کیا تو میری نسوانی غیرت اور حسد میرے دل میں جاگ اٹھا اور پیامبر ﷺ سے عرض کی خدا وند عالم نے آپ کو اس بوڑھی عورت کے بدلے میں ایک جوان عورت عطا کی ہے [حضرت عائشہ کہتی ہیں] کہ اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک بھڑک اٹھا اور چہرہ کی حالت متغیر ہو گئی میں بہت پریشان اور سہم گین اور عرض کی کہ خدایا اگر اس دفعہ پیامبر ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو جایے تو جب تک زندہ ہوں خدیجہ کو برے الفاظ سے یاد نہیں کروں گی جس وقت پیامبر ﷺ ے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ کیوں اس [خدیجہ س] کے بارے میں اس طرح باتیں کرتی ہو ؟ خدیجہ وہ تھیں کہ جب تمام لوگ میرا انکار کر رہے تھے وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب نے مجھے تنہا اور اکیلا چھوڑ دیا تو اس وقت وہ میری مونس بنیں اور اس نے اس وقت میری نبوت و رسالت کی تصدیق کی جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے[2]۔

---

[1]- کشف الغمہ، الاربلی، ج۱ص ۳۶۰ خَدِيجَةُ وَ أَيْنَ مِثْلُ خَدِيجَةَ صَدَّقَتْنِي حِينَ كَذَّبَنِي النَّاسُ وَ وَازَرَتْنِي عَلَى دِينِ اللَّهِ وَ أَعَانَتْنِي عَلَيْهِ بِمَالِهَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبِ الزُّمُرُّدِ لَا صَخَبَ فِيهِ وَ لَا نَصَبَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقُلْنَا فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَ أُمَّهَاتِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ مِنْ خَدِيجَةَ أَمْراً إِلَّا وَ قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهَا قَدْ مَضَتْ إِلَى رَبِّهَا فَهَنَّأَهَا اللَّهُ بِذَلِكَ وَ جَمَعَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهَا فِي دَرَجَاتِ جَنَّتِهِ وَ رِضْوَانِهِ وَ رَحْمَتِهِ يَا رَسُولَ اللَّه

[2]- کشف الغمہ، اربلی ج۱ص ۵۱۲

۷۔ گھر کے کام میں مدد:

اہل سیرت لکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کے لیے خدمت گزار تھے آپ گوشت کے ٹکڑے کرتے اور دستر خوان پر عام لوگوں کی طرح بیٹھتے اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹتے تھے اس طرح بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے اپنے اونٹ کے پاوں میں رسی باندھتے۔ اپنی اونٹنی کو چارہ خود ڈالتے اور گھر میں کام کرنے والوں کے ساتھ ملکر چکی پر آٹا پیستے اور بعد میں گوندھتے تھے[۱] آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ جو اپنی بیوی سے اچھے سلوک سے پیش آئے اور میں تم سب سے زیادہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں[۲]۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ: رسول خدا ﷺ اپنے جوتوں کو خود گانٹھتے اپنے لباس کو خود سیتے گھر کا دروازہ خود بنفس نفیس جا کر کھولتے اونٹوں اور بھیڑوں کو خود دوہتے تھے اور جب آپ ﷺ کا خادم چکی پیستے پیستے تھک جاتا تو آپ اس کی مدد کرنے میں جلدی کرتے، رات کے وضو کے لیے پانی خود مہیا کرتے اور گھر کے تمام کاموں میں گھر والوں کی مدد کرتے تھے[۳]، گھر کے لوازمات اور گھریلو ضرورت کی اشیاء کو اپنی پشت پر رکھ کر بازار سے گھر تک خود لے جاتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کی صفائی کرتے اور گھر میں جھاڑو دیتے تھے اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے [کہ بیوی کی گھر کے کاموں میں مدد اور معاونت خدا کی راہ میں صدقہ اور احسان شمار ہوتا ہے[۴]۔]

حضرت عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ پیامبر ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کام کپڑے سینا تھا[۵] رسول خدا ﷺ اپنی تمام عظمتوں، رفعتوں اور اجتماعی وقار اور منزلت کے

۱۔ کحل البصر، ص ۱۰۲ .

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، ج ۳ ص ۴۴۳ ((خیر کم، خیر کم لنسائہ وانا خیر کم لنسائی))

۳۔ المناقب، ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۱۴۶

۴۔ نہج الفصاحۃ، ص ۴۵۵ (خدمتک زوجتک صدقۃ)

۵۔ مکارم الاخلاق، ص ۱۰

باوجود گھر میں کام کرتے تھے بچوں کی دیکھ بھال کرتے[1] اور جب خلوت ہوتی اور مناسب موقع ملتا توآپ اپنا لباس سیتے اور اپنے جوتوں کو پیوند لگاتے تھے[2]۔

۸۔اپنے گھر والوں کے لیے وقت نکالنا:

حضرت علیؑ نے اپنی زندگی کی تیس سے زیادہ بہاریں پیامبر اکرم ﷺ کے ساتھ گزاریں اور آپ رسول خدا ﷺ کی سب سے زیادہ معرفت اور پہچان رکھنے والے فرد تھے اور آپ پیامبر ﷺ کے اندرونی [گھریلو] اور بیرونی [گھر سے باہر] اخلاق سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔

امام حسینؑ فرماتے ہیں[3] کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علیؑ سے رسول خدا ﷺ کے گھریلو[اندرون خانہ] امور کے متعلق سوال کیا توآپ نے فرمایا کہ پیامبر ﷺ جب بھی گھر تشریف لاتے تو اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ایک حصہ خدا کے لیے ،ایک حصہ گھر والوں کے لیے اور ایک حصہ اپنے لیے لیکن جو وقت اپنے لیے مخصوص کرتے اسکو بھی اپنے درمیان اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ اپنے لیے مخصوص وقت میں سے آپؐ کچھ وقت اپنے عزیزو اقارب اور بزرگ صحابہ جو گھر میں آپؐ کے پاس تشریف لاتے ان کے لیے وقف کر دیتے تھے اور ان کی خدمت کرنے میں آپ ﷺ کسی چیز سے دریغ نہ کرتے بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا آپ انکے حق میں وہ کام بجالاتے[4]۔

رسول خدا ان کاموں اور امور کے لیے جو خود آپ کی ذات والا صفات سے متعلق ہوتے کبھی غصے اور ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے بلکہ فقط اس وقت جب آپ ﷺ دیکھتے کہ حرمت الہی کے تقدس کو پامال کیا جارہاہے تو وہاں غصے اور غیض وغضب کا مظاہرہ کرتے۔

۹۔بدگمانیوں کاازالہ:

گھر کے پر سکون اور پر نشاط ماحول میں جو چیز ذہنی اور روحانی حوالے سے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے وہ بدگمانی ہے بدگمانی باعث بنتی ہے کہ گھر کے افراد ذہنی اور روحانی خلفشار میں مبتلا ہو جائیں بدگمانی سے گھر کا مقدس روحانی ماحول اور فضاآلودہ ہو جاتی ہے کیونکہ گھر کے ماحول

---

[1]- بحارالانوار، ج ١٦، ص ٢٢٧

[2]- وہی منبع، ص ٢٣٠ و مکارم الاخلاق، ص ١۵ .

[3]- عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ١ ص ٣١٨

[4]- سیمای پیامبر اسلام، ترجمہ «مختصر الشمائل المحمدیہ»، حاج شیخ عباس قمی، ص ۵٣ .

میں جو چیز سب سے زیادہ مطلوب ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں جس سے انہیں آرام و سکون میسر ہو لیکن بد گمانی اس احساس سکون کو اضطراب اور پریشانی میں تبدیل کر دیتی ہے لہذا گھر کے ماحول میں موجود سکون اور آرام کے لیے ضروری ہے کہ انسان حتی الامکان کوشش کرے کہ بد گمانی کا مسلہ پیش نہ آے اور ارد گرد کبھی خدا نخواستہ ایسی صورتحال پیش آ جاے تو فورا اس کے ازالے اور بر طرفی کی کوشش کرنی چاہیے[1]۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کی اس مشکل کی طرف متوجہ تھے اور اس بات کو اہمیت دیتے کہ ان کے اذہان میں بد گمانی داخل نہ ہو جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم خدا سے اس بات پر مامور ہوے کہ چالیس دن تک اپنی زوجہ محترمہ جناب خدیجہ س سے دوری اختیار کریں تو آپ ان کے ذہنی سکون اور اطمینان خاطر کے لیے حضرت عمار بن یاسر کو جناب خدیجہ س کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میری طرف سے خدیجہ سے کہو کہ اے خدیجہ س: یہ گمان مت کرنا کہ میری تم سے دوری تم سے جدا ہونے کے ہدف یا تم سے ناراضگی اور غضب کی وجہ سے ہے بلکہ یہ دوری حکم خدا کی اطاعت میں ہے تاکہ اس کا حکم پورا ہو اس جدایی اور دوری میں اچھایی اور خیر کے علاوہ گمان مت کرنا خداوند عالم [تمھارے اس ایثار اور خود گذشتگی] کی وجہ سے ہر روز کئی مرتبہ اپنے مقرب ترین فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات کرتا ہے رات کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیا کرو اور اپنے بستر پر سو جایا کرو جان لو کہ میں فاطمہ بنت اسد [حضرت علی کی والدہ گرامی] کے گھر میں ہوں حضرت خدیجہؑ ان دنوں میں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری اور فراق کی وجہ سے متعدد بار حزن و ملال میں مبتلا ہو جاتیں[2]...

پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ برتاو اپنی زوجہ گرامی جناب خدیجہ س کے اطمینان خاطر اور ذہنی سکون کے لیے تھا اور یہ جناب خدیجہ کے ذہن میں بد گمانی کے نفوذ سے بچاو کی احتیاطی تدابیر تھی جو پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سلوک اور برتاو سے پیش کی۔

---

[1] ۔ہمسران سازگار، علی حسین زادہ، ص۸۱

[2] ۔بحار الانوار، مجلسی، ج۱۶، ص۷۸ يَا خَدِيجَةُ لَا تَظُنِّي أَنَّ انْقِطَاعِي عَنْكِ [هِجْرَةٌ] وَ لَا قِلًى وَ لَكِنْ رَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَنِي بِذَلِكَ لتنفذ [لِيُنْفِذَ] أَمْرَهُ فَلَا تَظُنِّي يَا خَدِيجَةُ إِلَّا خَيْراً فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيُبَاهِي بِكِ كِرَامَ مَلَائِكَتِهِ كُلَّ يَوْمٍ مِرَاراً...؛

۱۰۔ خدا پر توکل کی پرورش:

توکل یعنی تمام امور میں خدا پر قلبی بھروسہ اور اعتماد اور غیر خدا سے چشم پوشی اختیار کرنا. رسول گرامی اسلام ﷺ نے بشریت کے سب سے بڑے مربی اور معلم ہونے کے ناطے سے خود سب سے پہلے اس کام کو اہمیت دی اور آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ لوگوں کے دلوں میں خدا پر ایمان اور تکیہ کا بیج بویا جاے۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت نقل ہوئی ہے [1] کہ آپ ﷺ کا اخلاق اس طرح کا تھا کہ جب بھی آپ ﷺ کے گھر والے کسی مشکل [جیسے فقر اور بھوک] میں مبتلا ہوتے تو آپ ان سے فرماتے کہ نماز پڑھو اور اس وقت فرمایا کرتے کہ خدا نے مجھے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اپنے گھر والوں کو نماز بجالانے کا حکم دوں اور اس کے انجام دینے میں صبر و تحمل سے کام لو، ہم تجھ سے روزی نہیں چاہتے بلکہ تجھے رزق دیتے ہیں اور بہترین انجام [عاقبت] تقوی اور پرہیز گار لوگوں کے لیے ہے [2]

پیامبر خدا اس طریقے سے اپنے گھر والوں کو اس حقیقت سے روشناس کراتے کہ ہر قسم کے ماحول میں صرف خداوند عالم سے پناہ اور مدد طلب کریں۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ پیامبر ﷺ نے اپنی ازواج میں سے ایک زوجہ سے کہ جو مستقبل کے دنوں کے لیے غذایی مواد جمع کر رہی تھیں سے فرمایا کہ کیا میں نے تم کو کل [آیندہ مستقبل] کے لیے غذا کی ذخیرہ اندوزی سے منع نہیں کیا؟ کیونکہ خدا ہر دن کی روزی اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے [3].

پیامبر اکرم ﷺ کا یہ سلوک اور طرز عمل انسانوں کو درس دے رہاہے کہ اپنی ضروریات زندگی کے سلسلے میں خدا پر توکل کریں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ خداوند عالم انکی روزی ان تک پہنچایے گا۔ لہٰذا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں انسان کو حرص، طمع، لالچ اور زیاد طلبی سے اجتناب کرنا چاہیے اور انسان کو اپنی روز مرہ کی ضروریات سے زیادہ غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرنی چاہیے۔

---

[1]۔ سنن النبی، علامہ طباطبائی، ص ۶۱ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَصَابَ أَهْلَهُ خَصَاصَةٌ قَالَ قُومُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَ يَقُولُ بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ أْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْها لا نَسْئَلُكَ رِزْقاً نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَ الْعاقِبَةُ لِلتَّقْوى...

[2]۔ طہ/۱۳۲»

[3]۔ بحار الانوار، مجلسی ۱۱۸/۱۶ أَ لَمْ أَنْهَكِ أَنْ تَحْبِسِي شَيْئاً لِغَدٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِرِزْقِ كُلِّ غَدٍ

۱۱۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر [مشفقانہ یاد دہانی]

پیامبر اکرم ﷺ کی ازواج کے ساتھ عملی روشوں میں سے ایک روش ان کو نیکی کی طرف دعوت اور برائي سے روکنا تھا امام باقرؑ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ایک یہودی مرد پیامبر ﷺ کے پاس آیا اور اس وقت حضرت عائشہ بھی وہاں تشریف رکھتی تھیں ۔ یہودی مرد نے پیامبر ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا [السام علیکم] یعنی نعوذ باالله آپ کی موت واقع ہو. رسول خدا نے بھی اس کو جواب دیا کہ تم پر بھی ہو، ایک اور یہودی داخل ہوا اور اس نے بھی اسی جملے کو دہرایا پیامبر اکرم ﷺ نے وہی پہلے والا جواب اس کو بھی دیا، تیسرا یہودی آیا اس نے بھی اسی جملے کا تکرار کیا پیامبر ﷺ نے اسے بھی ٹھنڈے مزاج اور سرد مہری سے وہی جواب دیا حضرت عائشہ کو غصہ آگیا اور ان یہودی مردوں سے مخاطب ہو کر کہا اے بندروں اور خنزیر کے بھائیو: تم پر خدا کی طرف سے موت غضب اور لعنت ہو۔

پیامبر ﷺ نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عایشہ اگر فحش اور گالی مجسم ہو جایے تو وہ مقابلے میں دی ہویی بری گالی اور بد کلامی کی شکل اختیار کرے گا،اور دیکھو جس چیز پر بھی نرمی کو رکھا جایے تو اس کی زینت میں اضافہ ہو گا درحالانکہ اگر کسی چیز سے اٹھالی جایے تو وہ اس کے ٹوٹنے اور زوال کا باعث بنے گی عایشہ نے کہا کہ اے الله کے رسول کیا آپ نے ان کی گفتگو نہیں سنی؟ کہ کہہ رہے تھے کہ آپ پر موت واقع ہو پیامبر ﷺ نے فرمایا ہاں سنا ہے پھر فرمایا اے عایشہ کیا تم نے میرا جواب نہیں سنا؟ کہ جو میں نے انہیں دیا؟ ان سے میں نے کہا کہ تم پر واقع ہو اس کے بعد پیامبر گرامی نے سلام اور جواب دینے کے مہم ترین آداب میں سے کچھ عایشہ کو تعلیم دیے اور فرمایا کہ جب بھی کوئی مسلمان تم کو سلام کرے تو اس کے جواب میں کہو [السلام علیکم] تم پر سلامتی ہو۔ اور جب بھی کویی کافر تم کو سلام کرے تو اس کے جواب میں کہو [علیک] تم پر ہو[1]. رسول خدا ﷺ نے اس روش اور طریقے سے اپنی زوجہ کو ایک نیکی کی دعوت دی اور گالم گلوچ دینے سے منع کیا جو کہ منکر یعنی برایي کے اہم مصادیق میں سے ہے۔

ایک اور جگہ حضرت عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ایک غریب اور لاچار عورت نے مجھے تحفہ دیا لیکن میں نے اس کی غربت پر رحم اور ترس کھاتے ہوئے اس کے تحفے کو قبول نہ کیا پھر جب یہ ماجرا میں نے رسول خدا کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں تم نے

---

[1]۔اصول کافی ج۲ص ۶۴۹ فَإِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ مُسْلِمٌ فَقُولُوا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ كَافِرٌ فَقُولُوا عَلَيْكَ؛

اس کے تحفے کو قبول نہ کیا؟ اور مقابلے میں اس کو تحفہ نہیں دیا تاکہ وہ یہ گمان نہ کرے کہ تم نے اسکی تحقیر و توہین کی ہے۔ اے عائشہ تواضع اختیار کرو کیونکہ خداوند عالم تواضع کرنے والے بندوں کو پسند کرتا ہے اور غرور و تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے[1]۔

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ازواج سے متعلق پیامبر ﷺ کی عملی روشوں میں سے ایک روش یہ تھی کہ جب بھی کوئی مناسب موقع ہاتھ آتا تو پیامبر ﷺ ازواج کو انکی غلطیوں کی طرف متوجہ کرتے اور آداب اسلامی ان کے گوش گزار کرتے تھے۔

پیامبر اکرم ﷺ کے پیروکاروں پر لازم اور ضروری ہے کہ اپنی زندگی کے تمام امور میں نہ فقط ان کاموں میں کہ جن میں ان کی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ تمام امور زندگی کہ چاہے ان پر عمل کرنا آسان ہو یا دشواری اور مشکل کا باعث ہو سب پر یکساں طریقے سے عمل کریں۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کر کے اور اس پر عمل پیرا ہو کر معاشرے کا ہر انسان اپنے گھر اور اس معاشرے کو بے مثال جنت میں تبدیل کر سکتا ہے ہم آپ ﷺ کے بلند کردار اور سیرت سے الہام لیتے ہوے خداپسندانہ زندگی گزار سکتے ہیں اور جس طرح آپ ﷺ اپنے گھر کے افراد کے ساتھ سلوک اور برتاو کرتے تھے ہم لوگ بھی اس طرح برتاو کریں۔ جس طرح آپ ﷺ گفتگو کرتے ہم بھی اس طرح بات چیت کریں اور اس جگہ غصہ اور غضب کا مظاہرہ کریں جہاں پیامبر ﷺ کرتے تھے اور اس جگہ عفو در گزر سے کام لیں جہاں آپ ﷺ عفو فرماتے تھے۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم پیامبر اعظم ﷺ اور ان کے پاکیزہ خاندان کے صدقے میں تمام گھرانوں اور خاندانوں کو ان کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

[آمین یارب العالمین]

۱- میزان الحکمہ، محمد محمدی ری شہری، ترجمہ: رضا شیخی، ج ۱۴، ص ۶۶۵. «الا قبلتها منها و کافیتها منها فلاتری انّک حقّرتها یا عایشه تواضعی فانّ الله یحبّ المتواضعین و یبغض المستکبرین؛

فہرست منابع

۱- قرآن کریم.

۲- نہج البلاغہ.

۳- صحیفہ سجادیہ.

۴- الاحاد والمثانی، ابن ابی عاصم، بی جا: دار الدرایہ، ۱۴۱۱ ھ. ق.

۵- الاحتجاج، طبرسی، احمد بن علی، بی جا: دار النعمان، بی تا.

۶- الادب المفرد، البخاری، محمد بن اسماعیل، بی جا: دار الہادی، ۱۴۱۷ ھ. ق.

۷- الاصول العامۃ للفقہ المقارن، الحکیم، السید محمد تقی، قم: المجمع العالمی لاہل البیت، ۱۴۱۸ ھ. ق.

۸- اضواء علی الصحیحین، النجمی، الشیخ محمد صادق، ترجمہ یحییٰ کمال البحرانی، قم: مؤسسۃ المعارف الاسلامیہ، ۱۴۱۹ ھ. ق.

۹- الامالی، الطوسی، ابی جعفر محمد بن الحسن، قم: دار الثقافہ، ۱۴۱۴ ھ. ق.

۱۰- بحار الانوار، المجلسی، الشیخ محمد باقر، بیروت: مؤسسۃ الوفاء ۱۴۰۳ ھ. ق.

۱۱- البیان فی تفسیر القرآن،

۱۲- تاج العروس من جواہر القاموس، الزبیدی، محمد مرتضی، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی،

۱۳- تاریخ المدینۃ المنوّرہ، النمیری، عمر بن شبہ، قم: دار الفکر، بی تا.

۱۴- ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن، اصفہانی، راغب، چاپ اول، تہران: انتشارات مرتضوی، ۱۳۶۲ش.

۱۵- تعدد زوجات در اسلام، فراہانی، فریدہ، پایان نامہ مقطع کارشناسی ارشد، رشتہ الہیات و معارف اسلامی، سال تحصیلی ۷۳- ۱۳۷۲.

۱۶- تفسیر القرطبّی،

۱۷- تفسیر المیزان، طباطبائی، سید محمد حسین، قم: جماعۃ المدرسین، بی تا.

۱۸- تفسیر المیزان، طباطبائی، سید محمد حسین، مترجم، سید محمد باقر موسوی ہمدانی، قم: انتشارات اسلامی، بی تا.

۱۹- تفسیر کبیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین، کاشانی، ملا فتح اللہ، چاپ پنجم، تہران: کتابفروشی اسلامیہ، ۱۳۷۸ش.

۲۰- تفسیر نمونہ، شیرازی، ناصر مکارم، تہران: دار الکتاب الاسلامیہ، ۱۳۷۶ش.

۲۱- تفسیر نور الثقلین، الحویزی، عبد العلی بن جمعۃ العروسی، قم، بی نا، ۱۳۸۳ق.

۲۲- جامع البیان عن تأویل آی القرآن، طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ
.ق.
۲۳- الجامع لاحکام القرآن، الانصاری القرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد، (**تفسیر قرطبی**)، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، ۱۹۸۵م.
۲۴- حدیث ثقلین، العسکری، سید مرتضی،
۲۵- الخرائج والجرائح
۲۶- الدر المنثور، السیوطی، جلال الدین، بی جا: دار المعرفۃ، ۱۳۶۵ھ .ق.
۲۷- زاد المسیر فی علم التفسیر، ابن الجوزی، علی، الطبعۃ الاولی، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۷ھ ق.
۲۸- سنن النبی، طباطبائی، سید محمد حسین، قم: موسسۃ النشر الاسلامی النابعۃ لجماعۃ المدرسین، ۱۴۱۶ھ
.ق.
۲۹- السیرہ النبویہ، ابن کثیر
۳۰- سیرہ پیشوایان، پیشوایی، مہدی، قم، موسسہ امام صادق (ع)، ۱۳۷۲ش.
۳۱- سیری در سیرہ نبوی، مطہری، مرتضی، چاپ نہم، قم: انتشارات صدرا، ۱۳۷۰ش.
۳۲- سیمای پیامبر اسلام،
۳۳- شرح مسند ابی حنیفہ، القاری، ملا علی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، بی تا.
۳۴- شیوہ ہمسر داری پیامبر (ص)، احمد، عابدینی، تہران: نشر ہستی نما، ۱۳۸۱ش.
۳۵- عیون اخبار الرضا علیہ السلام، محمد بن علی بن بابویہ، تہران نشر جہان، ۱۳۷۸ق
۳۶- الغدیر فی الکتاب و السنۃ و الادب، الامینی النجفی، عبدالحسین احمد، قم: مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیہ، ۱۴۱۶ھ .ق.
۳۷- الفتوح، ابن اعثم الکوفی، ابو محمد احمد، ہند: بی نا، ۱۳۹۳ھ .ق.
۳۸- قاموس قرآن، قرشی، سید علی اکبر، چاپ ششم، تہران: دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱ش.
۳۹- کتاب السیوطی علی الفیۃ ابن مالک، السیوطی، جلال الدین، الطبعۃ الثالثہ، قم: انتشارات دار التفسیر، ۱۴۲۴ھ ق.
۴۰- کتاب سلیم بن قیس، الہلالی العامری الکوفی، ابو صادق سلیم بن قیس، بی جا: بی نا، بی تا.
۴۱- الکافی، کلینی، محمد بن یعقوب، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۱۷ھ ق
۴۲- کحل البصر، قمی، شیخ عباس،
۴۳- کشف الغمہ، اربلی، تبریز، بنی ہاشم، ۱۳۸۱ق
۴۴- لسان العرب، ابن منظور، الطبعۃ الاولی، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، ۱۴۱۶ھ .ق.

۴۵- مجمع البحرین، طریحی

۴۶- مجمع البیان فی تفسیر القرآن، طبرسی، ابو علی فضل بن حسن، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ۱۴۱۵ھ .ق.

۴۷- محمد و حدیث ثقلین، العسکری، نجم الدین الشریف، النجف الاشرف: الآداب النجف، بی تا.

۴۸- مدینۃ المعاجز،

۴۹- المعجم الکبیر، الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، قاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیہ.

۵۰- المعجم الوسط، الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، قاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیہ.

۵۱- معجم مفردات الفاظ القرآن، (المفردات فی غریب القرآن)، راغب اصفہانی، حسین بن محمد، چاپ اول، ۱۴۰۴ ھ .ق.

۵۲- معجم مقاییس اللغۃ، ابن فارس، ابی الحسین محمد، قم: مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۴۰۴ ھ .ق.

۵۳- مقاتل الطالبین، ابو الفرج اصفہانی، بیروت: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ۱۴۰۸ھ .ق.

۵۴- مکارم الاخلاق، طبرسی، ابی نصر الحسن بن الفضل، مترجم سید ابراہیم میر باقری، بی جا: مؤسسہ انتشارات فراہانی، بی تا.

۵۵- من لایحضرہ الفقیہ، صدوق، قم، دفتر تبلیغات، ۱۴۱۳ھ ق

۵۶- المناقب، ابن شہر آشوب، ابی جعفر محمد بن علی، بیروت: دار الاضواء، ۱۴۱۲.ق.

۵۷- میزان الحکمہ، محمدی، ری شہری، چاپ اول، قم: دار الحدیث، بی تا.

۵۸- میزان الحکمۃ ہمراہ با ترجمہ فارسی، تہران: قم، ۱۳۷۹ش

۵۹- نساء حول الرسول، محمد حلبی، بیروت، دار المعرفہ، چ۵، ۱۴۲۹ق.

۶۰- نہج الفصاحۃ، ابو القاسم پاینده، تہران، دنیای نیایش، ۱۳۸۲ش

۶۱- ہمسران سازگار، علی حسین زادہ، قم، مؤسسہ امام خمینی، چ۶، ۱۳۸۸